نگاہِ اولین

آزاد عدلیہ اور عدل کے تقاضے

مدیرالتحریر

اشرف المخلوقات کی عارضی رہائشگاہ دنیا کی ضروریات، سہولیات اور اسبابِ عیش وعشرت محدود اور فانی ہیں۔ اگر انسان دائمی اور لازوال نعمت کدے کے حصول کو اپنا نصب العین بنا تا تو اس کے لیے ''کن في الدنيا كأنك غريب أو عابر سبيل'' کی تعمیل آسان ہو جاتی اور دنیا امن وامان اور اخوت و مروت سے جنت نظیر بن جاتی۔

اللہ عزوجل نے اپنی حکمت کاملہ سے اس دنیا کو دارالعمل بنایا اور دارالجزاء کو مخفی رکھا۔ اسی حکمت کے تحت انسان کے تن ومن میں دھن اور نفسانی خواہشات کا انبار لگایا؛ جس کے راستے اس پر شیطان نے قابو پایا، اللہ پاک نے ہمیں اس ازلی وابدی دشمن سے بار بار تنبیہ فرمائی ہے: ﴿ولا تتبعوا خطوات الشيطٰن إنه لكم عدو مبين ۞﴾ [البقرة ١٦٨، ٢٠٨، الأنعام ١٤٢] ''اور شیطان کے نقش قدم پر مت چلو؛ یقیناً وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔'' جب انسان اپنی خواہشات کو بے لگام چھوڑ کر اپنے حدود کے باہر قدم رکھتا ہے اور اپنی بساط سے بڑھ کر سامانِ زیست کے لیے ہاتھ پیر مارتا ہے تو دوسرے انسان کے حدود اور اختیارات سے ٹکراؤ پیدا ہوتا ہے۔ ایسے حالات میں یکساں معیارِ عدالت اختیار کرنے کا حکم ہے: ﴿إن الله يأمر بالعدل والإحسان وإيتاءى ذي القربىٰ وينهىٰ عن الفحشآء والمنكر والبغي ج يعظكم لعلكم تذكرون ۞﴾ [النحل ٩٠] ''بیشک اللہ تعالیٰ انصاف، نیکی اور رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے کا حکم اور بے حیائی، برائی اور سرکشی سے منع فرماتا ہے۔ وہ تمہیں نصیحت کی خاطر وعظ فرماتا ہے۔''

پھر زندگی کے مختلف مراحل میں کبھی عدل اور قرابت داروں کے مفادات میں تصادم برپا ہوتا ہے؛ ایسے موقع پر بلاچوں وچرا عدل کو برتری دینا لازم ہے: ﴿وإذا قلتم فاعدلوا ولو كان ذا قربىٰ ج وبعهد الله أوفوا ط ذلكم وصّٰكم به لعلكم تذكرون ۞﴾ [الأنعام ١٥٢] ''اور جب بھی بات کرو تو انصاف سے کام لو، اگرچہ اس کا زد پڑنے والا تمہارا رشتہ دار ہو، اور اللہ کے لیے ہوئے عہد کو پورا کرو، یہ تاکیدی حکم ہے تاکہ تم نصیحت سے مستفید ہوں۔''

بعض اوقات عدل اور عداوت میں چپقلش ہو جاتی ہے اور یہ قاضی کا سب سے بڑا امتحان ہوتا ہے۔ گواہوں اور قاضیوں کو اس سنگین مرحلے میں جذبہ عداوت بے انصافی کی تلقین کرتا ہے۔ دین فطرت کے پیروکاروں کو رب العزت

نے ضمیر کی آواز پر لبیک کہنے کا پابند کردیا ہے: ﴿ یٰٓأیها الذین اٰمنوا کونوا قوامین لله شهدآء بالقسط ۫ ولا یجرمنکم شناٰن قوم علیٰٓ أن لا تعدلوا ؕ اعدلوا ۟ هو أقرب للتقویٰ ۫ واتقوا الله ؕ إن الله خبیر بما تعملون ۞ ﴾[المائدة ۸] ''ایماندارو! اللہ کی خاطر انصاف کے ساتھ گواہی پر قائم رہنے والے بنو۔ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں عدل چھوڑنے پر ہرگز آمادہ نہ کرنے پائے۔ انصاف ہی کرو، یہی تقویٰ کے قریب ترین ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو، بیشک اللہ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے۔''

عدلیہ کے سامنے کبھی ایسا خطرناک مرحلہ بھی آتا ہے، جس میں قانونی طور پر کمزور پہلو والا فریق مادی لحاظ سے انتہائی طاقتور ہوتا ہے؛ مثلاً اقتدار واختیار، حامیوں کے مسلح جتھے، بے پناہ مال ودولت یا بین الاقوامی دباؤ وغیرہ۔ ایسے بعض حالات میں عدلیہ کو اپنی جان کے لالے پڑ جاتے ہیں، حتیٰ کہ عدالت کا اپنا وجود بھی سوالیہ نشان بن جاتا ہے۔ ان خوفناک حالات میں بھی عدلیہ کو عادلانہ فیصلہ سنانے کا حکم ہے۔ اس حکم الٰہی پر صرف وہی جج عمل کرسکتا ہے جس کا دامن بالکل پاک ہو۔ پھر اسلام نے قابل احترام عدالت کو بے یار ومددگار نہیں چھوڑا کہ وہ عدل کی سزا بھگت کر اجر پر اکتفا کرلے؛ بلکہ ہر فرد پر عدلیہ کی حمایت اور انصاف کی جانبداری فرض کردی اور ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والوں کو بساط بھر کوشش کر کے باغی گروپ کو عدلیہ کے سامنے سرنگوں کرانے کا پابند کردیا: ﴿ وإن طآئفتان من المؤمنین اقتتلوا فأصلحوا بینهما ۚ فإن بغت إحداهما علی الأخریٰ فقاتلوا التی تبغی حتیٰ تفیٓء إلیٰٓ أمر الله ۚ فإن فآء ت فأصلحوا بینهما بالعدل وأقسطوا ؕ إن الله یحب المقسطین ۞ ﴾[الحجرات ۹] ''اور اگر دو مسلمان گروہ لڑ پڑیں تو ان کے مابین اصلاح کردو، پھر اگر ان میں سے ایک گروہ دوسرے پر زیادتی کرے تو تم اس گروہ سے اس وقت تک جنگ لڑو جب تک وہ حکم الٰہی کے آگے سر تسلیم خم نہ کرلے۔ اگر وہ سرکشی سے باز آئے تو ان دونوں میں پھر انصاف کرو اور عدل کا دامن کبھی نہ چھوڑو، بیشک اللہ پاک انصاف پروروں سے محبت فرماتے ہیں۔''

اور کبھی خود عدل وانصاف کے ضابطے اختلافی بن جاتے ہیں، انصاف خود سوالیہ نشان بن جاتا ہے۔ ایسے قانونی بحرانوں میں مسئلے کا واحد حل پیش فرمایا ہے: ﴿...... فإن تنازعتم في شيء فردوه إلی الله والرسول إن کنتم تؤمنون بالله والیوم الأخر ؕ ذٰلک خیر وأحسن تأویلا ۞ ﴾[النساء ۵۹] ''......پس اگر تمہارے آپس میں (اصولی وقانونی) اختلاف ہوجائے تو اس معاملے کو اللہ اور رسول ﷺ کی طرف لوٹادو اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتے ہو، یہ بالکل بہتر اور نہایت خوش انجام ہے۔''

بہت ساری قانونی پیچیدگیوں کا اصل سبب ''قانون سازی'' ہے۔ مسلمان کا کام قانون بنانا نہیں ؛ نازل شدہ قوانین کو نافذ کرنا ہے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اعلیٰ کو واشگاف الفاظ میں تسلیم کیا گیا ہے۔ اور قانون سازی میں شریعت کی پاسداری کرنے کی تلقین کی گئی ہے، جس پر عائلی قوانین کو چھوٹ ملی ہے۔ لیکن قومی زندگی کے اکثر مراحل میں معمولی ترمیم کے ساتھ مغربی قوانین نافذ العمل ہیں۔

موجودہ نظام حکومت میں عدل وانصاف بنیادی طور پر تین اداروں کے بل بوتے پر پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے:

(۱) ''مقننہ'' یعنی سیاستدان جو پارلیمنٹ میں قانون سازی کرتے ہیں۔

(۲) ''عدلیہ'' یعنی عدالتیں انہی قوانین کے مطابق فیصلے صادر کرتی ہیں۔

(۳) ''انتظامیہ'' یعنی حکومتی ادارے جو ان فیصلوں پر حکمت عملی سے یا بزورِ طاقت عمل کرواتے ہیں۔

(۴) ایک اور مضبوط ادارہ فوج ہے، جس کا کام جمہوری نظام میں صرف زمینی سرحدوں کی حفاظت کرنا ہے۔

ان محدود دائروں سے باہر کچھ اور عوامل عدل وانصاف کے معاملے میں مثبت یا منفی کردار ادا کرتے ہیں اور یہ بنیادی طور پر دو گروہ ہیں: (۱) مذہبی قائدین ،(۲) اہل صحافت عوام الناس پر ان دونوں کا اثر اول الذکر اداروں سے کہیں بڑھ کر ہوتا ہے، ان کا اتفاق انہیں ایسی قوت بناتا ہے جو مقننہ، عدلیہ اور انتظامیہ کو گھٹنے ٹیک دینے پر مجبور کرسکتی ہے۔ گزشتہ سال اسی طریقے پر کئی عرب ممالک میں زبردست مثبت تبدیلیاں آچکی ہیں۔

حکومت کے تینوں بنیادی ادارے پارلیمنٹ، عدلیہ اور فوج اپنے اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے اپنے فرائض خوش اسلوبی سے ادا کریں تو بہت ساری خرابیاں مٹ سکتی ہیں۔ عوام کو سکھ کا سانس اور امن کی فضا میسر آسکتی ہے۔

جب عوام ذاتی مفادات کو ترجیح دیتے ہوئے نااہل نمائندوں کو پارلیمنٹ میں بھیج دیتے ہیں تو ملک کی نظریاتی سرحدوں میں دراڑیں پڑنے لگتی ہیں، اس موقع پر فوج ملک کا نظم ونسق خود سنبھال لیتی ہے۔ جس سے جمہوری اقدار تباہ ہوجاتے ہیں اور ملک عالمی رائے میں کمزور ہوجاتا ہے۔

عوام کو چاہیے کہ مہنگائی، کرپشن اور بیروزگاری پر رونے کے بجائے اپنا ووٹ ہمیشہ اچھے نمائندوں کو دیں، اس

طرح مسائل بخیر وخوبی حل ہوں گے ۔بصورت دیگر پارلیمنٹ نظریاتی سرحدوں کو پامال کرے گی ،اس پر فوج خاموش تماشائی نہیں بنی رہے گی اورعدلیہ کو درمیان میں گھسیٹا جائے گا ۔اس تصادم کا سارا وبال غریب عوام پر پڑتا ہے۔

وطن عزیز کے اندر مختلف مواقع پر عدلیہ کو حکمرانوں نے ٹکراؤ کے موڑ پر چلتا کردیا گیا اورعدلیہ خاموشی سے ''بڑے بے آبرو ہوکر تیرے کوچے سے ہم نکلے'' کے مصداق گھروں کو روانہ ہوگیا۔حکمرانوں کے ہاتھوں عدلیہ کی اس آبروریزی پر اکثر لوگ یہ تجزیہ کرتے ہیں کہ جج صاحبان بلیک میل ہوگئے ہیں۔

حکومت اورعدلیہ میں ٹکراؤ کا ایک خطرناک مرحلہ سابق ڈکٹیٹر پرویز کے دور میں پیش آیا،جس میں چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری فوجی جرنیل کے سامنے ڈٹ گئے ۔PCO کے تحت حلف لینے سے انکار کی سزا بھگت لی،مگر اپنے ضمیر کا سودا نہیں کیا۔موجودہ حکومت نے اقتدار سنبھالنے کے بعد میثاق جمہوریت سے غداری کرتے ہوئے ان کی بحالی سے انکار کیا تو پاکستان کے غیور عوام نے ایسی زبردست تحریک چلائی کہ حکومت ان کو فوراً بحال کرنے پر مجبور ہوگئی۔

اس وقت NRO کی تنسیخ اور میموسکینڈل وغیرہ میں حکومت پھر عدلیہ کے مدِمقابل ہے۔لیکن سپریم کورٹ کے حکم پر جناب وزیراعظم صاحب کا بنفس نفیس عدالت میں پیش ہونا اکیسویں صدی عیسوی میں ایک قابل قدر مثال ہے۔ قوم کو امید ہے کہ سپریم کورٹ ان حکمرانوں کے معاملے میں بھی عدل وانصاف کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہیں دے گا۔

عدل وانصاف کے درخشاں ماضی نے افتخار محمد چوہدری صاحب کو پرویز اورزرداری کے سامنے سینہ سپر ہونے کی توفیق دی،جس کی بدولت وہ پاکستان کے اٹھارہ کروڑ عوام کے ہیرو بن چکے ہیں۔

جناب جسٹس صاحب کو اس پر اللہ کا شکرادا کرتے ہوئے پاکستان میں اسلامی نظام قائم کرانے کی بھرپور تحریک چلانا چاہیے۔ جب خودساختہ قانون کی پاسداری سے انہیں اتنی مقبولیت حاصل ہورہی ہے تو اللہ کے نازل کردہ مبارک قوانین کی تنفیذ سے ان کی قدرومنزلت میں جس قدر اضافہ ہوگا' وہ انسانی سوچ سے بہت بلند ہے۔اللہ تعالیٰ ان کو یہ تحریک برپا کرنے کی اورعوام کو ان کے شانہ بشانہ قدم بڑھانے کی توفیق دے کر قیام پاکستان کے اصلی نصب العین سے قوم کو سرفراز فرمائے۔آمین

پاکستان کا مطلب کیا؟ لآ الٰہ الا اللہ

❀❀❀❀❀❀❀❀